تفسیر سورۃ البقرۃ: آیت 195-194

فقیہ اور مدبر سیاست دان، امیر حزب التحریر، شیخ عطا بن خلیل ابو الرشتہ کی کتاب تیسیر فی اصول التفسیر سے اقتباس

الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ فَمَنْ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ (البقرة: 194). وَأَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلاَ تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (البقرة: 195).

حرمت کا مہینہ حرمت کے مہینے کے مقابل ہے اور حرمتوں کو توڑنے کا بدلہ حرمتوں کو توڑنا ہے، پس جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر زیادتی کرو جیسی کہ اس نے تم پر زیادتی کی اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے (194) اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں (جہاد چھوڑ کر) ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (195)

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان آیات میں مندرجہ ذیل کی وضاحت کی:

1۔ جب اللہ نے کفار سے مسجد الحرام میں لڑنے پر مومنین کی گرانی کو دور کر دیا، تو اللہ نے ان آیات میں حرمت کے مہینوں کے دوران کفار سے لڑنے پر گرانی کو بھی دور کر دیا، جب وہ ان سے لڑیں۔ صلح حدیبیہ میں مسلمانوں نے اگلے سال ذوالقعدہ کے مہینے میں عمرہ کرنے کو قبول کیا۔ یہ وہ مہینہ تھا جس میں حدیبیہ کے معاہدے پر اتفاق ہوا تھا۔ یوں وہ عمرہ کیا گیا جس کو عمرۃ قضا کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ معاہدے کے تحت ہونے والا متبادل عمرہ تھا۔ مسلمانوں کا خیال تھا کہ کفار معاہدہ توڑ کر حرم میں مسلمانوں سے لڑ پڑیں گے تاکہ مسلمانوں کو داخلے سے روک سکیں، اور اس حرمت والے مہینے میں مسلمان حرم میں لڑنے سے ہچکچا رہے تھے کیونکہ یہ ایک حرمت والا مہینہ تھا۔ لہٰذا اللہ نے انہیں اس آیت میں سکھایا کہ، الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ **"حرمت کا مہینہ حرمت کے مہینے کے مقابل ہے اور حرمتوں کو توڑنے کا بدلہ حرمتوں کو توڑنا ہے"** یعنی اگر وہ تم سے لڑیں تو پھر تم بھی ان سے لڑو۔ لفظ "قصاص" سزا کے معاملے میں برابری کا معنی رکھتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ حرمت والے مہینے میں جنگ نہیں کرتے تھے، ماسوائے کہ دشمن جنگ مسلط کرے۔ اگر مسلمانوں پر حملہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس مہینے میں پرامن رہتے جیسا کہ احمد نے جابرؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ حرمت والے مہینے میں جنگ شروع نہ کرتے تھے ماسوائے کہ دشمن جنگ شروع کر دیتا یا پہلے سے جاری جنگ حرمت والے مہینے میں داخل ہو جاتی۔ لہٰذا جب حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ تک حضرت عثمانؓ کے قتل کی خبر پہنچی، جنہیں عمرہ کے رستے میں حائل رکاوٹ کے سدِ باب کیلئے قریش کی طرف بھیجا گیا تھا، تو صحابہؓ نے درخت کے نیچے مشرکین سے لڑنے کیلئے نبیؐ کی بیعت کی اور ان کی تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔ یہ حرمت والے مہینے (ذوالقعدہ) میں ہوا، اور جب آپؐ تک یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمانؓ کو قتل نہیں کیا گیا تو آپ جنگ سے پیچھے ہٹ گئے۔

اسی طرح فتح مکہ اور جنگ ہوازن کے بعد حنین کے دن کچھ باقی ماندہ شکست خوردہ کفار نے طائف میں پناہ لی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا پیچھا کیا، گھراؤ کیا اور منجنیق سے حملہ کیا۔ جب ذوالقعدہ کا مہینہ شروع ہوا، تو گھیراؤ جاری رہا اور رسول اللہ ﷺ نے حرمت کے مہینے کی وجہ سے گھیراؤ ختم نہیں کیا۔ یہ جنگ جاری رہی اور رسول اللہ ﷺ نے صرف اسے کھولنے کی مشکل اور مسلمانوں کی شہادتوں کی وجہ سے گھیراؤ ختم کیا۔ لہٰذا آپؐ اس محاصرے کے 14 دن بعد واپس مکہ آئے جس کی تصدیق دونوں صحیحین (بخاری و مسلم) نے حضرت انسؓ سے کی۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان، فَمَنْ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ **"پھر جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر زیادتی کرو جیسی کہ اس نے تم پر زیادتی کی"**، یہ اس پر زور دے رہا ہے جو آیت میں پہلے کہا گیا، الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ **"حرمت کا مہینہ حرمت کے مہینے کے مقابل ہے اور حرمتوں کو توڑنے کا بدلہ حرمتوں کو توڑنا ہے"** لیکن یہ اضافی معنی کے ساتھ ہے۔ کیونکہ آیت کے شروع میں یہ حرمت والے مہینے میں ان سے جنگ کی اجازت کی طرف اشارہ کرتا ہے، اگر وہ تم سے لڑیں۔ اور یہ کہنا، **"اور حرمتوں کو توڑنے کا بدلہ حرمتوں کو توڑنا ہے"** سزا میں برابری کا معنی دیتا ہے، لیکن یہ معنی مسجد الحرام کیلئے مخصوص ہے۔

جبکہ آیت کے آخر میں، فَمَنْ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ **"پھر جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر زیادتی کرو جیسی کہ اس نے تم پر زیادتی کی"** عمومی معنی میں آیا ہے جو شرعی حدود و قیود کے اندر رہتے ہوئے تمام زیادتیوں کی سزاؤں کے متعلق ہے جن میں برابری سے تجاوز نہیں ہوتا چاہیے۔

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ قول (فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ) "اس پر زیادتی کرو" استعارہ کے طور پر استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے "اس کی زیادتی پر اسے سزا دو"۔ یہ اس لیے کہ زیادتی کی سزا کو حقیقت میں زیادتی تصور نہیں کیا جا سکتا۔

پھر اللہ سبحان وتعالیٰ نے آیت کا اختتام مومنین کے دلوں کو یقین دہانی کرواتے ہوئے کیا کہ وہ حق پر ہیں اور اللہ ان کی مدد و نصرت کیلئے ان کے ساتھ ہے۔ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ "اور جان لو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے"۔

2۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ جہاد اور اس پر خرچ کرنے کو ختم کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا مطلب جہاد پر خرچ کرنا ہے، جیسا کہ ان آیات کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے جن میں خرچ کرنے کا ذکر (فِي سَبِيلِ اللَّهِ) "اللہ کی راہ میں" کے الفاظ کے ساتھ آیا ہے اور اس کی وضاحت حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے قسطنطنیہ کی جنگ میں کی۔

ابو داؤد اور دیگر نے اسلم ابی عمران سے روایت کیا جس نے کہا: ہم قسطنطنیہ میں تھے اور روم کی ایک بڑی فوج آ گئی۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے دشمن کی صفوں کو توڑ دیا، تو کچھ لوگوں نے کہا، "یہ اپنے آپ کو تباہی میں ڈال رہا ہے"۔ ابو ایوب انصاریؓ کھڑے ہوئے اور کہا، "اے لوگو! تم اس آیت (195-2) کا یہ مطلب نکال رہے ہو جبکہ یہ، انصار کے لوگوں، یعنی ہمارے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے دین کو عزت دی اور اس کے حامی بڑھ گئے، تو ہم میں کچھ نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چھپ کر یہ کہا: "ہم نے اپنا مال کھو دیا اور اللہ نے اپنے دین کو عزت دی اور اس کے حمایتی بڑھے، اگر ہم اپنے مال کیلئے کام کریں تو ہم وہ واپس حاصل کر سکتے ہیں جو ہم نے کھو دیا۔ لہٰذا اللہ نے اپنے نبی پر وحی بھیجی جس نے ہماری بات کا جواب دیا، **"اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو"**۔ تو تباہی جہاد چھوڑ کر مال و متاع کے حصول کے پیچھے لگنا ہے۔ لہٰذا تباہی جہاد پر خرچ سے پیچھے ہٹنا ہے اور **"اللہ کی راہ میں خرچ کرنا"** کا مطلب جہاد پر خرچ کرنا ہے۔

لفظ **التَّهْلُكَةِ** کامصدر **هُلْك** ہے۔(تفعلة) کی طرز کے مصدر اس مشہور لفظ کے علاوہ عربوں کی زبان میں موجود نہیں۔ **سِيبَوَيه** نے الفاظ ' تضُرّة ' اور تسُرّة روایت کیے جو مصدر الضرر سے لیے گئے جس کا مطلب نقصان ہے اور السرور جس کا مطلب خوشی ہے۔

پھر اللہ سبحانہ تعالیٰ آیت کا اختتام اس حکم پر کرتے ہیں کہ وہ جو جہاد پر خرچ کر سکتے ہیں انھیں چاہیے کہ جہاد پر بہترین میں سے خرچ کریں، یعنی اپنے بہترین مال میں سے یعنی خرچ کرنے میں عمومی طور پر اچھے ہوں۔ اللہ خیر کے کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور ان کو جزائے خیر دیتا ہے۔ جو اللہ سے محبت رکھتے ہیں، خیر ان کو آپہنچتی ہے۔

وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

"اور نیکی کرو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"